- وکیل کا رقم میں تصرف کرنا۔
- وکیل کا رقم بذریعہ بینک ٹرانسفار کرنا۔
- داخلہ فیس کی شرعی حیثیت۔
- ماہانہ فیس کا شرعی حکم۔
- مہتمم کا بقایا فیس خود لینا۔
- اپنی ذاتی ادارہ میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا۔
- سرمایہ دار محلّہ میں حیلہ تملیک۔
- حیلہ تملیک کے متبادل۔

بسم اللہ الرحمن الرحمن

کیافرماتے ہیں علما کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں :

- ❖ زید کو کسی نے زکوۃ کی رقم تملیک کرنے کے لیے دیدی کہ تملیک کراکر غریب سادات کو دیدو، زید نے تملیک شدہ رقم اپنے پاس رکھی اور غریب سادات کو اپنی طرف سے رقم دیدی۔
- ❖ اسی طرح زید نے کسی اور کو کہا: کہ آپ فلاں سید کو کچھ رقم دیدو، میرے پاس گھر میں پیسے (تملیک شدہ رقم) ہے اس سے آپ کا قرض دیدوں گا۔
- ❖ اسی طرح زید نے خالد کو موبائل خریدنے کا وکیل بناکر بیس ہزار روپے دیے، زید نے بیس ہزار کے بجائے اپنے جیب سے رقم آدا کی۔

اب پوچھنا یہ ہے :

- ✓ 1۔۔۔۔کیا زید تملیک شدہ رقم کا امین ہے؟
- ✓ 2۔۔۔۔کیا زید کا تملیک شدہ رقم کے علاوہ اپنی طرف سے رقم دینا درست ہے؟
- ✓ 3۔۔۔۔کیا تملیک شدہ رقم، یا وکیل کو دیے ہوئے پیسوں کے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے فرق پڑتا ہے؟
- ❖ زید ایک وقف ادارہ کا سربراہ اور مہتمم ہے، وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کرانے کے بعد اس وقف ادارہ پر تعمیر وغیرہ کی صورت میں خرچ کرتا ہے، اس کے علاوہ زید نے طلبائ پر داخلہ اور ماہانہ فیس مقرر کی ہے۔اب پوچھنا یہ ہے :
  - ✓ 1۔۔۔۔کیا مہتمم صاحب کے لیے داخلہ فیس لینا درست ہے؟
  - ✓ 2۔۔۔۔کیا ماہانہ فیس لینا درست ہے؟
  - ✓ 3۔۔۔۔۔کیا مہتمم کے لیے اساتذہ کی تنخواہ دینے کے بعد بقایا فیس خود استعمال کرنا درست ہے؟
  - ✓ 4۔۔۔۔کیا فیس لینے میں وقف ادارہ یا نجی اور ذاتی ادارہ کا فرق ہے؟
  - ✓ 5۔۔۔۔کیا زید بوقت ضرورت اس ادارہ کی تعمیر وغیرہ کے لیے حیلہ تملیک کے ساتھ زکوۃ لے سکتا ہے؟
  - ✓ 6۔۔۔۔سرمایہ دار محلّہ میں حیلہ تملیک کا حکم کیا ہے؟
  - ✓ 7۔۔۔۔۔حیلہ تملیک کا متبادل کیا ہے؟

الجواب حامدا ومصليا

1۔۔۔۔صورت مسئولہ میں زید وکیل ہے۔

''المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشرا ،وایفا الدین واستیفائہ ،وقبض العین من جہۃ الوکالۃ فی حکم الودیعۃ فی یدہ فاذا تلف بلاتعد ولاتقصیر،لایلزم الضمان۔''

(مجلۃ الاحکام العدلیۃ،ج١،ص ٢٨٤،المادۃ:١٤٦٣)

2۔۔۔۔نوٹوں میں تبدیلی اور ردوبدل کا جواز اس پر موقوف ہے،کہ موکل کی طرف سے تبدیلی کی اجازت صراحۃ یا دلالۃ موجود ہوں۔ہمارے ہاں عرف میں کرنسی کی ردوبدل کی اجازت ہوتی ہے،لوگ عموما یہی رقم جیب میں رکھ رکھ کر اپنی طرف سے پیسہ آدا کرتے ہیں اور نہ ہی لوگ اس کو خیانت سمجھتے ہیں۔یہی دلالتا اجازت بھی کافی ہے۔تاہم صراحۃ اجازت لینا بہتر ہے۔

''ولوتصدق (الوکیل)بدراھم نفسہ اجزئ ان کان علی نیۃ الرجوع ،وکانت دراہم المؤکل قائمۃ۔

(قولہ تصدق۔۔) ای الوکیل بدفع الزکاۃ اذاامسک دراہم المؤکل ،ودفع من مالہ لیرجع ببدلھا فی دراھم المؤکل صح،بخلاف مااذا أنفقھا أولا علی نفسہ ،ثم دفع من مالہ فھو متبر۔''

(الفتاوی الشامیۃ،کتاب الزکوۃ: ج٢،ص ١٥)

(احسن الفتاوی: ج٤،ص٤٩٩،ط: سعید)

3۔۔۔۔زید کی حیثیت چونکہ وکیل کی ہے اور وکیل امین ہوتا ہے،امین پر اصل رقم مستحق تک پہنچانا ضروری ہے۔البتہ اگر زید نے امانت والی رقم خرچ کرلی اور بعد میں اپنی طرف سے پیسے دیدیے،تو زید متبرع (احسان کرنے والا) شمار ہوگا۔اور مؤکل کے لیے اصل رقم کا ضامن ہوگا۔

(وکذا لوخلطھا المودع) بجنسھا أو بغیرہ (بمالہ) أو مال آخر ابن کمال (بغیر اذن)المالک (بحیث لاتتمیز)الا بکلفۃ کحنطۃ بشعیر ودراھم جیاد بزیود مجتبی (ضمنھا)؛لاستھلاکہ بالخلط۔

(الفتاوی الشامیۃ،کتاب الودیعۃ)

''المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشرا وایفا الدین واستیفائہ وقبض العین من جہۃ الوکالۃ فی حکم الودیعۃ فی یدہ۔''

(شرح المجلۃ:ج٣، ص ٤٣٢)

''وکذلک ان اشتری بھامأکولا ،ونقدھا ،لم یحل أن یأکل ذلک قبل آدا الضمان۔''

(الفتاوی الھندیۃ:ج٣،ص ٣٤٨)

’’واذانقد من مال المؤكل فيما اشتراه لنفسہ ،يجب عليہ الضمان۔‘‘

(البحرالرائق،كتاب الوكالۃ ،باب الوكالۃ بالبيع والشرا:ج۷،ص ۲۴۲،۲۴۱ط:رشيديہ)

’’أن يقوم الوكيل بتنفيذ الوكالۃ فی الحدود التی أذن لہ المؤكل بها أوقيده الشارع أو العرف بالتزامها۔‘‘

(الموسوعۃ الفقہيۃ:ج ۴۵،ص ۳۷،ط:دارالسلاسل)

’الوكيل أمين۔‘‘

(تنقيح الحامدیۃ:ج۱،ص ۳۴۱)

’’لايجوز لأحد أن يتصرف فی ملک الغير بغيراذنہ۔‘‘

(قواعد الفقہ:ص ۱۱۰)

1. ...... مہتمم یا متولی کے لیے داخلہ فیس لینا درست نہیں۔

واضح رہے:

فیس کسی خدمت کے عوض میں لی جاسکتی ہے،شروع سال میں طالب العلم کو کچھ نہیں پڑھایا گیا ہے۔البتہ اگر اس کو داخلہ فارم کی اجرت،یا امتحانی کمیٹی کا حق الخدمت قرار دی جائے،تو لینا درست ہے۔لیکن یاد رہے: وہ رقم فارم کی قیمت وغیرہ کے مطابق ہو اور یا امتحانی کمیٹی کا حق الخدمت قرار دے کر ان کو دیا جائے۔ مہتمم،یا متولی کے لیے خود لینا،یا مدرسہ میں جمع کرنا درست نہیں۔

کفایت المفتی میں ہے:

داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں،ماہوار فیس لی جاسکتی ہے۔

(کتاب المعاش،داخلہ اور ماہواری فیس کا حکم: ج۷،ص ۳۱۴،ط: دارالاشاعۃ)

2.........ماہانہ فیس لینا درست ہے۔

3. ...... مہتم یا متولی کے لیے وقف کے ادارہ سے تنخواہوں کے بعد بقایا رقم خود لینا درست نہیں ہے۔تاہم وہ اپنے لیے کوئی معقول تنخواہ مقرر کرے۔

ان للمتولی أجرمثل عملہ،وفی الشامیۃ:لیس للمتولی أخذ زیادۃ علی ماقررہ لہ الواقف۔

(الشامية،كتاب الوقف،مطلب:فيمايسمى خدمة وتصديقا فى زماننا)

وفى نصب الرأية:

''وقدروى عن عمربن الخطاب (رضى الله عنہ)أنہ كان يرزق المعليمن ،ثم أسند عن ابراہيم بن سعد عن أبيہ أن عمربن الخطاب (رضى الله تعالىٰ عنہ)كتب الى بعض عمالہ أن أعط الناس على تعليم القرآن ---''

(ج۴،ص ۱۳۷)

وفى البحرالرائق :

''(ورزق القاضى) يعنى وحل رزق القاضى من بيت المال ؛لان بيت المال أعد لمصالح المسلمين ،ورزق القاضى منهم ؛لانہ حبس نفسہ لنفع المسلمين وفرض النبى ﷺ لعلى (رضى الله تعالىٰ عنہ)لمابعثہ الى اليمن ،وكذالخلفا من بعده ----وان كان غنيا ،فلہ أن يأخذا أيضا۔وهو الأصح۔''

(ج ۸،ص ۲۰۸)

چنانچہ جامعۃ الرشید کے ایک فتوی میں یوں جواب دیا گیا ہے :

نگرانی کرنے والے کو نگرانی کے عوض متعین ماہانہ معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔

قال فى البدائع:

''وذكر بعض المشائخ أن الاجارة نوعان:اجارة على المنافع واجارة على الاعمال ----وجعل المعقودعليہ فى احدالنوعين المنفعة ،وفى الاخرة العمل ،وهى فى الحقيقة نوع واحد؛لأنها بيع المنفعة ،فكان المعقود عليہ المنفعة فى النوعين جميعا۔''

(ج ۴،ص ۱۷۵،۱۷۴،ط : دار الکتب العلمیۃ)

<u>**4 ......البتہ نجی اور ذاتی ادارہ ہو،تو اس کی دو صورتیں ہیں :**</u>

اگر عصری تعلیم ہو،تو بقایا رقم لے سکتا ہے۔اور دینی تعلیم ہو،تو اجرت علی الطاعات پر متاخرین کے فتوی کے مطابق بقایا رقم لینا ضرورت کے مطابق لے سکتا ہے۔

''والفتوی اليوم علی جواز الاستئجار لتعليم القرآن ،وهو مذهب المتاخرين من مشائخ بلخ ،استحسنوا ذلک ۔''

(تبیین الحقائق ،کتاب الاجارۃ، ج٦،ص ١١٧)

''قولہ : ويفتی اليوم بصحتها لتعليم القرآن --- قال فی الهدايۃ: وبعض مشائخنا رحمهم الله استحسنو ا الاستئجار علی تعليم القرآن اليوم ؛لظهور التوانی فی الامورالدينيۃ ،ففی الامتناع تضييع حفظ القرآن ،وعليہ الفتویٰ۔''

(ردالمحتار : ج٦،ص ٥٥)

یادرہے :

نجی اور شخصی ادارے میں نگران یا مہتمم کے لیے بقایا فیس وصول کرنا درست ہے ،البتہ عمومی روایت سے چونکہ طاعات پر اجرت بقدر ضرورت معلوم ہوتی ہے۔اس لیے اسی پر فتوی دینے میں احتیاط ہے۔ورنہ دینی ادارے ثواب کے بجائے کاروباری مراکز بن جائیں گے۔اگرچہ جامعۃ الرشید کے فتوی سے نجی ادارے میں وصول ہونے والی فیس کے متعلق مطلّقا جواز کا دیا گیاہے۔

<u>جامعۃ الرشید کے ایک فتوی سے اقتباس :</u>

چونکہ مدرسہ باقاعدہ وقف کی جگہ پر قائم نہیں ہے ،بلکہ مہتمم صاحب نے ذاتی طورپر کرایہ کی جگہ پر اس سے قائم کیاہے ،اس لیے مدرسہ میں طلبا سے ماہانہ وصول کی جانے والی فیس ان کی تعلیم کی اجرت ہے ،جو وصولی کے بعد مہتمم کی ذاتی ملکیت میں آجاتی ہے ۔لہٰذاوہ اپنی صوابدید پر جہاں چاہیے ،صرف کر سکتے ہیں۔

(وقف کے مسائل :١٩ستمبر،٢٠٢٢)

<u>حیلہ تملیک:</u>

مقصود حق کی رضاہو،تو حیلہ باعث ثواب ہے۔دور حاضر میں ایک طرف زن ،زر کی محبت ہے،لوگوں نے مدارس ومساجد پس پشت ڈال رکھے ہیں،مال کی محبت نے لوگوں کو کار خیر سے کوسوں دور کردیا ہے،عطیات اور صدقات نافلہ سے ان شعائر کو باقی رکھنا اب جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگیاہے۔اس لیے علماء نے اس مجبوری کے پیش نظر حیلہ کو مستحسن اوراچھاقرار دیاہے۔

چنانچہ فتاوی تاتار خانیہ میں رقمطراز ہے:

"کل حیلۃ یحتال بهاالرجل لیتخلص بها عن حرام ،أویتوصل بهاالی حلال فهی حسنۃ۔۔۔"

(۳۱۱/۱۰، بحوالہ فتاوی قاسمیہ: ۱۳۴/۱۱)

(کذافی المحیط البرھانی، کتاب الحیل، الفصل الاول: جواز الحیل وعدمھا: ۶۷/۲۱)

5. ....حیلہ تملیک کی اجازت کہاں تک؟

حیلہ تملیک ہر دینی کام کے لیے جائز نہیں، بلکہ ایسا دینی کام جس کے بغیر اسلامی معاشرہ خطرہ میں پڑ سکتا ہو اور زکوۃ کا پیسہ اس میں خرچ کیے بغیر چلنا ممکن نہ ہو، تب حیلہ تملیک کر کے اس میں رقم صرف کرنے کی گنجائش ہے۔

"لیس من أخلاق المؤمنین الفرار من أحکام الله بالحیل الموصلۃ الی ایصال الحق۔۔۔"

(عمدۃ القاری: ۱۰۹/۲۴)

(بحوالہ فتاویٰ قاسمیہ: ۵۲٦/۱۰)

حیلہ تملیک کا مطلب:

غیر مصارف زکوۃ کو زکوۃ کی رقم دینا، چونکہ فرض کی محل میں تبدیلی محض ضرورت کی بنا پر کی جاتی ہے، لہٰذا تملیک کے بعد بھی وہاں رقم خرچ کی جائے، جہاں ضرورت ہو۔ (مثلا: مدارس ومساجد کی تعمیر اور اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ)

"والحیلة لمن أراد ذلك أن یتصدق بمقدار زکاته علی فقیر، ثم یأمره بعد ذلك بالصرف إلی هذه الوجوه، فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة، ولذلك الفقیر ثواب هذه القُرَب۔۔۔"

(المحیط البرھانی:جلد ۳،ص:۲۹۳)

"وَقَدْ بَيَّنَّاهُ مِنْ قَبْلُ وَالْحِيلَةُ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفَقِيرِ ثُمَّ يَأْمُرَهُ أَنْ يَفْعَلَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ فَيَحْصُلَ لَهُ ثَوَابُ الصَّدَقَةِ وَيَحْصُلَ لِلْفَقِيرِ ثَوَابُ هَذِهِ الْقُرَبِ۔۔۔۔"

(تبین الحقائق:باب المصرف:ج۱،ص۳۰۱)

"ذهب الفقهاء إلى أنه لا یجوز دفع الزكاة إلى أصله وإن علا ولا إلى فرعه وإن سفل وإن كانا معسرین والحیلة عند الحنفیة في جواز ذلك مع الكراهة أن یتصدق بها على الفقیر ثم یصرفها الفقیر إلیهما۔۔۔"

(الموسوعۃ الفقهیۃ:فی مصرف الزکاۃ،جلد۳٦)

لہٰذا صورت مسئولہ میں :

اگر وقف کا ادارہ ہو'اس میں فیس مقرر کرنے کے باوجود بھی اساتذہ کی تنخواہیں اور طلبا کی خورد ونوش کا سامان مہیانہ ہو سکے'تو اس وقت زکوۃ کی رقم بقدر ضرورت لے کر حیلہ تملیک کے بعد تعمیر وغیرہ پر خرچ کی جاسکتی ہے۔

اور اگر وقف کا ادارہ نہ ہو'بلکہ ذاتی ملکیت ہو'تو مالک مکان طلبا کی فیس اور دیگر عطایا سے اس کی تعمیر وغیرہ مکمل کرے'زکوۃ کے مصرف میں خوامخواہ بے جا حیلہ کر کے مسلمانوں کی زکوۃ مصرف سے نہ ہٹائے۔البتہ اگر مکتب کے لیے ہونا ناگزیر ہو اور قریبی محلّہ میں مدرسہ 'یا وقف شدہ مکتب نہ ہو'اور یا وہاں کا متولی صحیح طور پر پڑھائی کی نگرانی نہیں کرتا ہو اور تنبیہ کرنے کے باوجود بھی غفلت اور کوتاہی کا شکار ہو'تو پھر واقف 'یا اہل محلّہ اس کو بر طرف کریں۔لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود بھی معاملہ جوں کا توں ہو'تو پھر مالک مکان حیلہ تملیک کر کے زکوۃ کی رقم استعمال کر سکتا ہے۔

6. ....سرمایہ دار محلّہ میں تملیک شدہ رقم :

اسی طرح کسی محلّہ میں مال دار لوگ ہو،وہ اپنی ذاتی رقم سے مسجد اور یا دینی مکتب کی تعمیر کرے،تملیک شدہ رقم کو تعمیر میں استعمال نہ کریں۔اگر وہ دینے پر راضی نہ ہو،تو دیگر ذرائع سے عطیات وصول کر کے تعمیر پر خرچ کرے،بصورت دیگر (تعمیر کی کوئی صورت عطیات و نفلی صدقات کی شکل میں ممکن نہ ہو) حیلہ تملیک کی رقم صرف کرے۔

(تفصیل کے لیے زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ص ۴۴۲)

7......حیلہ تملیک کا متبادل:

- مدرسہ کی سالانہ آمدن کا اندازہ لگالیں،اسی کے بقدر طلباء پر فیس مقرر کی جائے۔

یاد رہے: حضرت تھانویؒ کو یہی رائے پسند ہے۔فتاوی قاسمیہ: ۱۴۸/۱۱)

- کسی غریب سے کہا جائے: تو قرض (مثلا: دس لاکھ) لے کر مدرسہ کو عطیہ دیں اور زکوۃ کی رقم اسے دی جائے۔
- زکوۃ کی رقم کسی فقیر کو دیا جائے،اس کو مدرسہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی جائے۔

واللہ أعلم بالصواب۔

السیدکلیم اللہ الحرمزئی۔